INTERNATIONAL RESEARCH JOURNAL OF ARABIC AND ISLAMIC STUDIES

The International Research Journal of Arabic and Islamic Studies is an international, peer-reviewed, open access, academic journal. It is also the world's most widely read journal in the field of Arabic, Islamic and Middle Eastern Studies.

The main aim of the journal is to promote the study of history, language, literature and culture through the publication of research articles in the field of Arabic, Islamic and Middle Eastern Studies.

Chief Editor: **Dr. Lubna Farah**
ISSN P: **2789-4002**
ISSN E: **2789-4010**
Frequency: **Bi Annual**
Publisher: **Right Educational and Academic Learning**

Articles sent for publication in International Research Journal of Arabic and Islamic Studies go through an initial editorial screening followed by a double-blind peer review. The Editorial Board of the Journal is responsible for the selection of reviewers based on their expertise in the relevant field. All the papers will be reviewed by external reviewers (from outside the organization of journal).

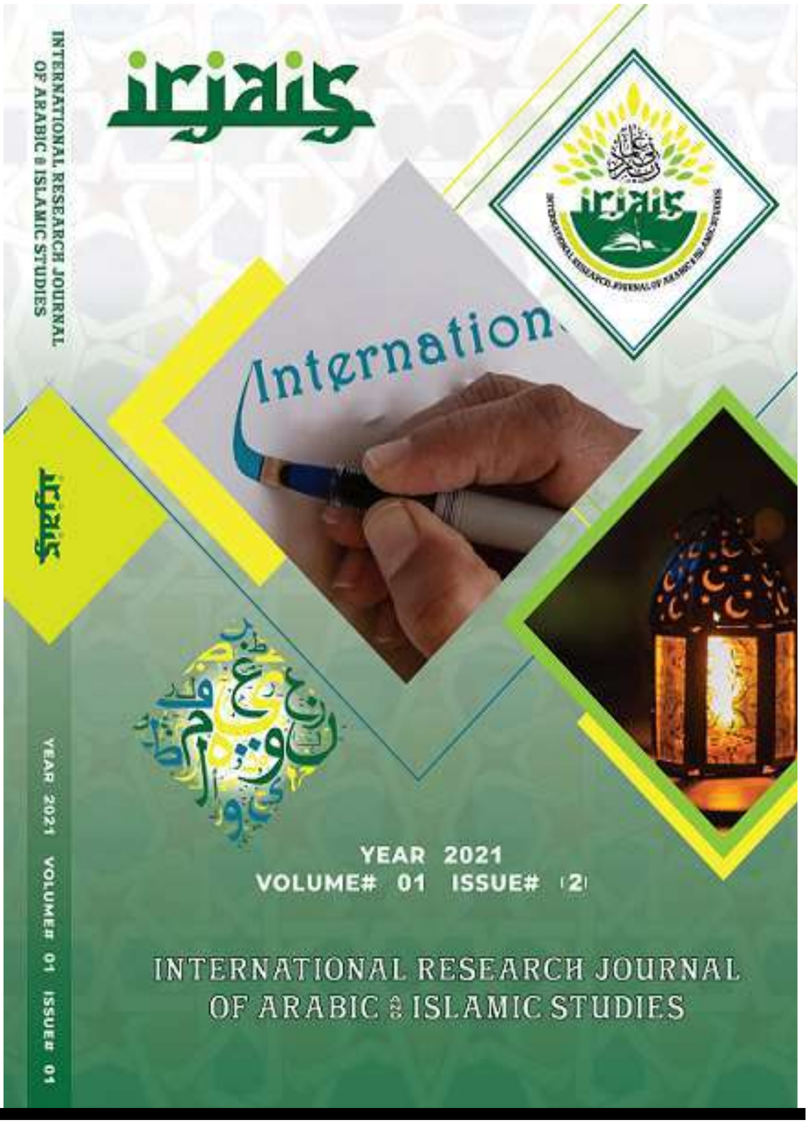

TOPIC

معلم و متعلم کے حقوق و فرائض (سیرتِ نبی ﷺ کی روشنی میں)

RIGHTS AND DUTIES OF TEACHER AND STUDENT (IN THE LIGHT OF SEERAH OF THE HOLY PROPHETﷺ)

AUTHORS

Somia Begum, Department of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar.
Dr. Naseem Akhter,Associate Professor, Dept. of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto Women University Peshawar.Corresponding author: khtr_nsm@yahoo.com
Dr Syed Muhammad Nasim Sarwer, Lecturer, Govt Degree Boys College Manghopir, Karachi.

HOW TO CITE

Somia Begum, Dr. Naseem Akhter, Dr Syed Muhammad Nasim Sarwer. (2021). RIGHTS AND DUTIES OF TEACHER AND STUDENT (IN THE LIGHT OF SEERAH OF THE HOLY PROPHETﷺ): معلم و متعلم کے حقوق و فرائض (سیرتِ نبی ﷺ کی روشنی میں). International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, 1(2). Retrieved from https://irjais.com/index.php/irjais/article/view/14

معلم و متعلم کے حقوق و فرائض (سیرتِ نبی ﷺ کی روشنی میں)

RIGHTS AND DUTIES OF TEACHER AND STUDENT (IN THE LIGHT OF SEERAH OF THE HOLY PROPHETﷺ)

Somia Begum
Department of Islamic Studies,
Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan.

Dr. Naseem Akhter
Associate Professor, Dept of Islamic Studies,
Shaheed Benazir Bhutto Women University Peshawar, Pakistan.
Corresponding author: Khtr_nsm@yahoo.com

Dr Syed Muhammad Nasim Sarwer
Lecturer, Govt Degree Boys College Manghopir, Karachi, Pakistan.

Abstract:

Education is a source whose purpose good character of man and is his teachings. Knowledge is like a light who takes the righteous man to the destination which is not only of the worldly life rather the guarantor of end life too. That's why education and training is the style prophet hood. Teacher and learner (student) are the two necessary parts/pieces. The responsibility of teacher is not only to teach learner (student) but also to educate him. Islam is very much convinced about importance of the teacher and scholar even in the holly Quran Majeed the first blessing was awarded to knowledge of education. As the preliminary "Wahi" was revealed in our prophet Muhammad (PBUH) so the importance and VERTURE of knowledge was explained which is given herein made a statement verbatim:-

عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ[1]

"And taught the man those things which he did not know"

To complete this duty Islam has declared a lot of importance. Towards this rights and duties this Din-e-Islam has given a special attention because work is how much important

which must need proper rules and regulation ,in order to accomplish this any mistake or inadvertence has not been done from the task the human being will stay safe from any mistake and thus will get task successively. So whoever wants to step into the sea of knowledge and wants to learn and teach then he must be aware of the etiquette, right and duties of a teacher and learner before he completed his duties and this awareness in the field of education is a torchlight and will be the guarantor of success/development for future of next generation.

Keywords: Teacher, Students, Seerah of the Prophet (PBUH), Rights and Duties, Education system

تمہید:

تعلیم ایک ذریعہ ہے، جس کا مقصد ہر انسان کی اچھی سیرت سازی اور تربیت کرنا ہے۔ علم ایک روشن چراغ ہے جو نیک انسان کو عمل کی منزل تک پہنچاتا ہے جو کہ نہ صرف دنیا کی بلکہ اخروی زندگی کی کامیابی کا بھی ضامن ہے اسی لحاظ سے تعلیم وتربیت شیوہء پیغمبری ہے۔ معلم و متعلم تعلیمی نظام کے دو لازمی جز ہیں۔ معلم کی ذمہ داری صرف سکھانا ہی نہیں، بلکہ متعلم کی تربیت بھی کرنا ہے۔ اسلام معلم اور متعلم کی اہمیت کا بہت زیادہ قائل ہے یہاں تک کہ قرآن مجید میں سب سے پہلے جس نعمت کا آغاز ہوا وہ علم ہے جیسا کہ ابتدائی وحی رسول اکرم ﷺ پر نازل ہوئی تو اس میں بھی علم کی اہمیت اور فضیلت اس طرح سے بیان ہوئی تھی کہ

عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ[2]

"اور انسان کو وہ باتیں سکھائی جس کا اس کو علم نہ تھا"

اس فریضے کو پورا کرنے کے لیے اسلام نے بہت زیادہ اہمیت بیان کی ہے اور ان حقوق و فرائض کی طرف دین اسلام نے ایک خاص توجہ دلائی ہے جو حقوق اور فرائض کی ادائیگی کے لئے لازم وملزوم ہیں کام جس قدر اہمیت والا ہو اس کو مناسب طور پر انجام دینے کے لیے خصوصی آداب ورسوم، قاعدے و قوانین کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ اس کو پورا کرنے میں کوئی کوتاہی انسان سے سرزد نہ ہو اور جس قدر اس کام کو سرانجام دینے کے لیے اس راہ میں انسان کوتاہی اور غلطیوں سے محفوظ رہے گا تو وہ اس کام کے ہدف کو حاصل کرنے میں زیادہ کامیاب رہے گا۔ لہذا جو کوئی علم وہ معرفت کے سمندر میں قدم رکھنا چاہتا ہے یعنی علم کو سیکھنا اور سیکھانا چاہتا ہے تو اس کو اس بڑے فریضے کی انجام دہی سے پہلے ایک معلم و متعلم کے حقوق و فرائض اور آداب سے آگاہ ہونا ضروری ہے اور یہی آگاہی شعبہ تعلیم میں ایک معلم اور متعلم کے لیے مشعل راہ ہے اور آئندہ نسلوں کے لیے ترقی اور کامیابی کا ضامن ہے۔

تعارف موضوع:

تعلیم کا بنیادی مقصد کسی بھی شخص خواہ مذکر ہو یا مونث کی بہتر عملی تربیت اور سیرت سازی ہے یہ ایک ایسا پر نور چراغ ہے جو انسان کو اس کے منزل مقصود تک پہنچانے میں مدد دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے تعلیم اور تربیت کا یہ سلسلہ انبیاء کرام کا طریقہ رہا ہے۔ استاد اور شاگرد کا تعلق نہایت مقدس، پاکیزہ، اہم اور قابل احترام ہے اس مقدس اور اہم تعلق کی بناء پر دونوں کی اپنی اپنی حیثیت سے جداگانہ ذمہ داریاں ہیں۔ جن کا پورا کرنا دونوں فریقین کے فرائض میں شامل ہے۔ اگر ان ذمہ داریوں کو بطریقِ احسن پورا کیا جائے گا تو پھر عمدہ تعلیم و تربیت کو حاصل کرنے میں کوئی بھی چیز راستے کا کانٹا نہیں بن سکتی۔ کیونکہ تعلیمی میدان میں معلم کی ذمہ داری صرف پڑھانا اور سیکھانا ہی نہیں بلکہ اپنے شاگردوں کی عملی تربیت کرنا بھی ہے اسی سلسلے میں کچھ حقوق و فرائض استاد اور کچھ شاگرد کے ہوتے ہیں یہ دونوں مل کر ہی اپنی ذمہ داریاں سرانجام دیں تو کوئی بھی پہلو تشنہ نہیں ہوگا اگر دونوں میں سے ایک کی جانب سے بھی کوتاہی ہو تو شاید اس راہ پر چلنے والے مسافر کو بہت سی مشکلات درپیش ہوں۔ یہ مقالہ بھی سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں معلم اور متعلم کے حقوق و فرائض کے متعلق تحریر کیا گیا تاکہ آئندہ تشنگان علم اس سے مستفید ہو کر ترقی کی راہیں ہموار کر سکیں کیونکہ علمی میدان ایک نہ رکنے والا عمل ہے اسے نسل در نسل منتقل کرنا معلم اور متعلم کے حقوق و فرائض میں سے ہیں۔

معلم و متعلم کے حقوق و فرائض قرآن کریم کی روشنی میں:

قرآن کریم میں کئی جگہوں پر اہل علم اور علم کی خصوصیات کا ذکر آیا ہے اسی لیے فرقان الحمید میں اہل علم کے مستحقین کے لیے پانچ خصوصیات کو قرآن کی روشنی میں لازمی قرار دیا ہے جس میں ایمان، توحید، حزن و ملال، خشوع اور خشیت جیسی صفات شامل ہیں۔ یعنی علم کے حصول کے لیے درج بالا خصوصیات سے شناسی حاصل کرنا قرآن کی روشنی میں ایک ضروری امر ہے اسی لیے ذیل میں ان امور کا تذکرہ مختصراً کیا جاتا ہے۔

﴿ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾3

"پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا، پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، آدمی کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔"

ایمان اور اہل علم:

﴿ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا4﴾

"اور علم میں راسخ مقام رکھنے والے ہی جانتے ہے جو کہتے ہے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے"

توحید:

﴿ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ5﴾

"اللہ نے خود شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور فرشتوں اور اہل علم میں بھی یہی شہادت دی ہے"

حزن وملال:

﴿إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا﴾6

"اس سے پہلے جنہیں علم دیا گیا ہے جب یہ پڑھ کر انہیں سنایا جاتا ہے تو یقیناوہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہے اور کہتے ہے کہ پاک ہے ہمارا پروردگار اور ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہوا"

خشوع:

﴿ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا7﴾

"اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں اور روتے جاتے ہیں اور ان کا خشوع مزید بڑھ جاتا ہے"

خشیت الٰہی:

﴿ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ8﴾

"اللہ کے بندوں میں سے صرف اہل علم ہی اس سے ڈرتے ہیں"

معلم و متعلم کے حقوق و فرائض سیرت نبی ﷺ کی روشنی میں:

حدیثِ مبارکہ میں آتا ہے کہ

((وَقَالَ النَّبِيّ صلى الله عليه وسلممَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ)).9

"رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے لیے بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کا ادراک عطا کر دیتا ہے"۔

ایک دوسری جگہ طلب علم کو تمام مسلمانوں پر ایک فریضہ قرار دیتے ہوئے آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہے۔

((قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ : طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ))10

"رسول ﷺ نے فرمایا: علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"۔

((مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ))11

"خداوند عالم جس کے لئے بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کا ادراک عطا کر دیتا ہے"

ایک اور جگہ پر فرمان نبویؐ ہے۔

((أَبِى الدَّرْدَاءِ فِى مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ إِنِّى جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ -صلى الله عليه وسلم- لِحَدِيثٍ بَلَغَنِى أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ. قَالَ فَإِنِّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ « مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِى السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِى الأَرْضِ وَالْحِيتَانُ فِى جَوْفِ الْمَاءِ وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلاَ دِرْهَمًا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ))12

"ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:"جو شخص علم کی تلاش میں کسی راہ پر چل پڑے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان فرمادیتا ہے۔ بے شک فرشتے طالب علم کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ اور یقیناً عالم کے لیے آسمانوں و زمین کی ساری مخلوقات مغفرت طلب کرتی ہیں، یہاں تک کہ پانی کے اندر کی مچھلیاں بھی۔ اور عالم کی فضلیت عابد پر ایسی ہی ہے، جیسے چاند کی فضیلت سارے ستاروں پر، بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیا نے کسی کو دینار اور درہم کا وارث نہیں بنایا، بلکہ انھوں نے علم کا وارث بنایا ہے۔ اس لیے جس نے یہ علم حاصل کر لیا، اس نے (علم نبوی اور وراثت نبوی سے) پورا پورا حصہ لیا۔"

نبی پاکؐ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ:

((وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا))13

"مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے"

ایک اور حدیث مبارک میں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

((إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْعَثْنِى مُعَنِّتًا وَلاَ مُتَعَنِّتًا وَلَكِنْ بَعَثَنِى مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا))14

"اللہ نے مجھے سختی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ ایک آسان اور لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا بحیثیت معلم بنا کر بھیجا"

علم کے بارے میں نبی پاکؐ نے فرمایا:

((تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَتَعَلَّمُوا لِلْعِلْمِ السَّكِينَةَ وَالْحِلْمَ ، وَتَوَاضَعُوا لِمَنْ تَعَلَّمُونَ مِنْهُمْ ، وَلْيَتَوَاضَعْ لَكُمْ مَنْ تُعَلِّمُونَ ، وَلا تَكُونُوا مِنْ جَبَابِرَةِ الْعُلَمَاءِ ؛ فَلا يَقُومُ عِلْمُكُمْ بِجَهْلِكُمْ))15

"علم حاصل کرو۔ اس کے لئے سکینت و وقار بھی سیکھو۔ جس سے علم حاصل کرتے ہو اور جنہیں سکھاتے ہو ان کے لیے تواضع اور عاجزی اختیار کرو۔ جبر کرنیوالے علماء مت بنو"

متعلم پر معلم (شاگرد پر استاد) کے حقوق و فرائض

معلم کا لفظ اپنے اندر ایک جامع وسعت کا حامل ہے اس کا چار حرفی مادہ انتہائی خوبصورت اور خوب سیرت مفہوم پر مبنی ہے جیسا کہ "م" سے محبت و مہربانی،[16] "ع" سے علم[17] و عمل،[18] "ل" سے لگاؤ[19] اور "م" سے مدد[20] و معاون[21] مراد ہے یعنی ان تمام حروف کو یکجا کر کے لفظ معلم کی نزاکت کا پتہ چلتا ہے۔ انہی خصوصیات کے پیش نظر ذیل میں معلم کے حقوق و فرائض کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ لفظ معلم کی خصوصیت کے اعتبار سے معلم کے جو بھی حقوق و فرائض ہیں انہی حقوق کے پیش نظر معلم جس طرح اپنے شاگردوں کو اولاد کی طرح سمجھ کر ان کی تعمیر و تربیت، تطہیر فکر، کردار سازی اور سیرت سازی میں اہم کردار ادا کرتا ہے ٹھیک اسی طرح شاگردوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے معلم کا خیال ہر پہلو سے کرے انہی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے متعلم کے معلم پر چند حقوق و فرائض کا تذکرہ درج ذیل میں کیا جاتا ہے۔

ادب و احترام:

دنیا کی ہر شے میں سب سے ضروری اور اوّل ادب و احترام کا رشتہ ہونا چاہیے خواہ والدین ہو یا دیگر احباب ہوں یا پھر معلم، ان کے ساتھ ادب و احترام اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتا جب تک انسان صراط المستقیم پر قائم نہیں ہو سکتا۔ شاگرد اس وقت تک علم حاصل نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنے معلم کی تعظیم نہ

کرے۔ استاد کے احترام میں امام فخر الدین ارسابندیؒ فرماتے ہیں "استاد ہو یا طبیب دونوں ہی اس وقت نصیحت نہیں کرتے جب تک ان کی تعظیم و تکریم نہ کی جائے۔[22] یعنی استاد کی تعظیم کا اندازہ اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے اگر ایک شاگرد کچھ فائدہ پاتا ہے تو وہ ادب و احترام کے سبب ہی اور جو وہ کھو تا ہے وہ اسی سبب کہ اس نے ادب اور احترام کو ملحوظ نہ رکھا۔

تربیت سازی:

استاد کا ایک حق یہ بھی ہے کہ شاگرد اپنے استاد کے ساتھ عاجزی اور انکساری کا رویہ رکھے اس کا کہا مانیں جو وہ پڑھاتا ہے اسے توجہ سے سن کر عمل پیرا ہوں کیونکہ استاد صرف استاد نہیں بلکہ روحانی باپ ہوتا ہے۔ جتنا حق والدین کا اپنی اولاد پر ہوتا ہے اتنا ہی حق استاد کا شاگردوں پر ہوتا ہے اس لیے ان تمام صفات کا مستحق ہوتا ہے کیونکہ والدین کی طرح استاد بھی اپنے شاگردوں کی تربیت سازی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ استاد سے اس کے شاگرد اچھی باتیں سیکھتے ہیں اور باوقار اور باعزت زندگی جینے کا ڈھنگ سیکھتے ہیں اور صرف یہ نہیں بلکہ وہ معاشرتی طور پر تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت بھی کر رہا ہوتا ہے۔ جس طرح ہم والدین کے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکتے ٹھیک اسی طرح استاد کے احسانوں کا بدلہ بھی ہم نہیں چکا سکتے کیونکہ استاد معاشرہ میں اعلیٰ مقام دلوانے کی خاطر شخصیت سازی اور کردار سازی میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں اسی لیے وہ تمام صفات کا مستحق ہوتا ہے۔

استاد بہترین سلوک کا حقدار ہے

استاد خوش الحانی اور بہترین سلوک کا حقدار ہے کیونکہ وہ بھی درجہ میں روحانی باپ ہوتا ہے اس حیثیت سے وہ اپنے شاگردوں کی ذہنی اور روحانی تربیت کر کے انہیں ایک کامیاب انسان دیکھنا چاہتا ہے۔ شاگردوں کا فرض عین ہے کہ وہ معلم کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ اختیار کریں، رویہ میں نرمی پیدا کرے اور گفتگو اور بات چیت میں لچک، عجز و انکساری اور شرم وحیاء کے پہلو کو مد نظر رکھے۔ علمی محبت سے فائدہ اٹھانے کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت اپنے استاد کی سرپرستی میں گزارے اور بلاوجہ استاد سے ضد، ہٹ دھرمی، غصے اور بحث کا مظاہرہ نہ کرے۔[23]

مشہور مثل کے مطابق

با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب[24]

یعنی اس کہاوت سے یہی مراد ہے کہ ادب اور اخلاق معاشرہ کی بنیاد ہے۔ جو معاشرہ کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ادب سے عادی انسان اپنا مقام نہ تو بنا سکتا ہے اور نہ ہی پہچان سکتا ہے اسی کہاوت کے پیش نظر استاد کے ساتھ ادب اور مروت کے ساتھ پیش آنا چاہیے یہ خوبی آپ انسان دوسرے بے ادب لوگوں سے ممتاز کرتی ہے۔

معلم پر متعلم (استاد پر شاگرد) کے حقوق و فرائض:

متعلم کی طرح معلم کی بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں جن کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ان کو نبھانا ایک انتہائی مثبت عمل ہے۔ استاد کا فرض ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کریں تمام شاگردوں کو یکسانیت کا درجہ دیں کیونکہ اسلام میں بھی تمام انسان برابر ہیں اسی برابری اور مساوات کو دیکھتے ہوئے اعتدال اور عدل وانصاف کا رویہ رکھنا ہے درج ذیل مقالہ میں معلم پر متعلم کے حقوق و فرائض اور ذمہ داریوں کا مطالعہ تحریر کیا جاتا ہے۔

نرمی اختیار کرنا:

نرمی اور نوازش کا سلسلہ اب کا نہیں بلکہ یہ سلسلہ دور نبویؐ سے ہے کیونکہ آپؐ کو رحمت العالمین بنا کر بھیجا گیا ہے اسی سنت کو مد نظر رکھتے ہوئے معلم کا فرض ہے کہ وہ اپنے متعلم کے ساتھ نرمی اور خوش روئی کا رویہ رکھے شفقت اور مہربانی کا سلوک کرے اسی سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾25

"اللہ کی رحمت سے آپ ان کے لیے نرم ہو گئے اور اگر آپؐ درشت اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے بکھر جاتے"

درج بالا آیت سے یہی بات مراد ہے کہ انسان جو کام حسن سلوک سے کر سکتا ہے وہ کبھی تشدد اور جابرانہ انداز سے نہیں کر سکتا۔

((ليس منا من لم يرحم صغيرنا ويوقر كبيرنا))26

"وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی توقیر و تعظیم نہ کرے"

حدیث مبارکہ بھی اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ ہر صورت میں معلم اپنے متعلمین کے ساتھ نرمی اختیار کریں اور اگر کسی صورت ان سے کوئی غلطی سرزد ہو بھی جائے تو عفو در گزر کرے اور ان سے پیار و محبت سے پیش آئے۔

حفاظت زبان:۔

زبان کی حفاظت ایک ضروری امر ہے اور معلم کی فرائض میں سے ایک اہم فرض یہ بھی ہے کہ وہ زبان کے استعمال میں حفاظت سے کام لے کیونکہ زبان اور الفاظ کا مناسب استعمال کرنا ہر مسلمان پر فرض اور سنت رسولؐ ہے۔
زبان کے صحیح استعمال کے متعلق آپؐ کا فرمان ہے۔

((وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا ، أَوْ لِيَصْمُتْ))27

"جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ بھلائی اور خیر کی بات کہے ورنہ خاموش رہے"

حدیث مبارکہ سے یہی بات واضح ہے کہ زبان کی شائستگی بھی ایمان کا ایک ذریعہ ہے اور یہی ذریعہ اسے ہدایت کی راہ پر گامزن کرنے میں مدد فراہم کر سکتا ہے۔ زبان نرمی اور صحیح استعمال سے انسان بہت سوں کے دل جیت لیتا ہے لیکن بسا اوقات اس کے غلط استعمال سے وہ بہت سی برائیوں کے ساتھ گناہ کا مرتب ہو کر سزا کا مستحق بھی ہو سکتا ہے کیونکہ زبان سے نکلے ہوئے الفاظ واپس نہیں آسکتے ہیں اس لیے ایک معلم کا فرض ہے کہ وہ اپنی زبان کا استعمال اپنے شاگردوں کے ساتھ مناسب رکھے تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو پائے یعنی زبان کی بے اعتدالی کے بہت سے نقصانات ہیں

اس کے بارے میں رسول ؐ کا ارشاد پاک ہے۔

((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا يَزِلُّ بِهَا فِى النَّارِ أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ))28

"یقینا بندہ ایک بات کرتا ہے اس پر غور و فکر نہیں کرتا وہ اس بات کی وجہ سے مشرق اور مغرب کی درمیانی مسافت سے بھی زبان جہنم کی آگ کی طرف گر جاتا ہے"

حدیث کی روشنی کو مد نظر رکھتے ہوئے انہی نقصات سے بچنے کے لیے لازم ہے کہ استاد اور شاگرد دونوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ زبان کے غیر مناسب استعمال سے جو جن گناہوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے ان سے اپنے دامن تعلیم اور تعلم کو بچائیں یہی طریقہ خیر وعافیت کا ہے۔

صدق اور کذب کے درمیان فرق واضح کرانا:

ایک معلم کا متعلم پر سب سے اہم حق اور فرض یہ بھی ہے کہ وہ سچائی کا راستہ دکھائے اور برائی سے وہ بچنے کا طریقہ بھی سیرت طیبہ کی روشنی میں کرائے، سچائی کی صفت ہر مسلمان پر لازمی ہے لیکن معلم کے لیے اس لیے ضروری ہے کہ وہ آئندہ نسلوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرتا ہے اسی لیے ایک معلم کا سچا ہونا اور متعلمین کو سچائی کا راستہ دکھانا دونوں کے لیے لازم اور ملزوم ہے کہ وہ سچائی کو اختیار کریں اور برائی سے اجتناب کرے۔ کیونکہ انسان پیدا ہی اس لیے کیا گیا کہ جیسا ارشادی باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾29

"اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر"

تعلیم کی طرف توجہ مبذول کرانا:

معلم کے حقوق میں یہ بھی ہے کہ تشنگان علم والوں کو علم سیکھانے میں کوتاہی اور بخل کا معاملہ اختیار نہ کریں بلکہ صراط مستقیم کی طرح ان کے لیے عملی باب اور راستے ہموار کرنے کی کوشش کرے اور ان سے انحراف نہ کرے ایسا کرنے پر وہ جزا کی بجائے سزا کا مستحق ہو گا۔

سیرت طیبہ کی روشنی میں آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔

((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ))30

"جس سے اس علم کے بارے مین پوچھا جائے جو اسے حاصل ہے پھر وہ اسے چھپائے (اور نہ بتائے) قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی"

حوصلہ افزائی:

معلم کو چاہیے کہ وہ اپنے متعلمین کی حوصلہ افزائی کرے تاکہ وہ تعلیمی میدان میں مزید آگے بڑھنے کی کوشش کر سکے اگر استاد تنگ نظری کا مظاہرہ کرے گا تو اس سے ایک شاگرد کی سیکھنے کی صلاحیتیں فسخ ہو جاتی ہے اور وہ پڑھائی پر توجہ نہیں دے پاتا استاد کا فرض ہے کہ وہ طالب علموں کے صحیح جوابات دینے پر ان کی حوصلہ

افزائی کرے اور اگر متعلم غلط جواب دے یا خاموشی کا مظاہرہ کرے تو ایسے میں استاد کا اہم کردار ہے کہ وہ خود ان کے سوالات کا جواب دے تاریخ سے ثابت ہے کہ:

ایک مرتبہ آپؐ نے ابی بن کعب سے پوچھا کیا مجھے معلوم ہے کہ کتاب کی سب سے عظیم آیت کونسی ہے؟ ابی بن کعب نے جواب دیا آیت الکرسی، نبی کریمؐ نے خوش ہو کر ان کے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا۔

((لِيَهْنِكَ العِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ))31

"ابو منذر تجھے مبارک ہو"

دعا گو:

طالب علم کا ایک حق یہ بھی ہے کہ معلم اس کے حق میں دعا کرے ان کے حق میں خیر وعافیت کی دعا دے کر اپنا فرض پورا کرے۔ دعا گوئی کا یہ عمل رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سیرت طیبہ سے ثابت ہے۔ ایک مرتبہ آپؐ قضائے حاجت کے لیے بیت الخلا تشریف لے گئے حضرت عبد اللہ نے وضو کا پانی لا کر رکھ دیا جب آپؐ واپس تشریف لائے تو دریافت کیا کہ پانی کس نے رکھا؟ جب آپؐ کو بتایا گیا تو آپؐ نے دعا فرمائی۔

((اللهم فقهه في الدين وعلمه الكتاب))32

"اے اللہ اسے دین کی گہرائی سمجھ دے اللہ! اسے کتاب (قرآن) کا علم عطا کرے"

خلاصہ بحث:

اس دنیا میں آنے کے بعد انسان تن تنہا رہبانیت کی زندگی نہیں گزار سکتا بلکہ اسے کئی قسم کے رشتوں کے ساتھ منسلک رہنا پڑتا ہے اور اس میں مختلف اصناف کے رشتے آتے ہیں جس میں ضروری رشتوں کے ساتھ باہم زندگی گزارنا بھی ضروری ہے ان میں کچھ تو خونی جو کہ فطری ہوتے ہیں اور کچھ معاشرتی سطح پر روحانی اور اخلاقی طور پر بنتے ہیں ان میں سب سے اہم رشتہ اور درجہ استاد کا ہوتا ہے یہ درجہ حدیث سے ثابت ہے کہ استاد کا رتبہ باپ کے برابر ہوتا ہے۔

((إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالد أُعَلِّمُكُمْ))33

"میں تمہارے لیے بمنزلہ والد ہوں، تمہیں تعلیم دیتا ہوں"

اور اس رشتہ کی اہمیت اور فضیلت کا اندازہ مقالہ میں شامل کردہ حدیث سے لگا سکتے ہیں کہ کس قدر آپؐ نے اس کو اہمیت دی اسی بارے میں قول ہے۔

اسلام میں معلم کی بڑی قدر ومنزلت ہے جیسا کہ اس قول سے ثابت ہے۔

"جس نے معالج کی عزت نہ کی وہ شفا سے محروم رہا اور جس نے استاد کی عزت نہ کی وہ علم سے محروم رہ گیا"[34]

زیر تحقیق مقالہ بھی انہی دو اہم پہلوؤں پر منحصر ہے کہ استاد اور شاگرد کے جو حقوق و فرائض کا دونوں فریقین کی جانب سے پورا کرنا فوز و فلاح ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق جس طرح معلم کی بہت حیثیت اور اہمیت ہے ٹھیک اسی طرح متعلم کا بھی مقام کچھ کم نہیں ہے۔ جس دین میں شاگرد کا مقام اعلیٰ ہے تو اس میں پڑھانے والے کا مقام کیسا ہو گا۔ راہ تحقیق میں کی جانے والی یہ ادنیٰ سی کوشش بارگاہ الٰہی میں قبول و منظور ہو تاکہ یہ مقالہ آئندہ ذوق علم والوں کے لیے مشعل راہ بن سکے۔

تجاویز و سفارشات

- معلم شاگردوں کو اپنی اولاد کی طرح سمجھے اور ان کے ساتھ محبت اور نرمی سے سلوک رکھے۔
- شاگردوں کی ذہنی سطح کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے معیار کے مطابق بات چیت کرے۔
- معلم اپنے قول و فعل میں مطابقت رکھتا ہو۔
- غرور و تکبر سے گریز کرے۔
- نصیحت کا طریقہ اختیار کرے اور عدل و انصاف کا دامن تھامے رکھے۔
- معلم کو چاہئے کے طلباء کی حوصلہ شکنی نہ کرے۔
- متعلم کو ہر صورت میں معلم کا احترام کرنا چاہیے۔
- معلم کی ڈانٹ ڈپٹ سے متعلم کو بغض اور عناد نہیں رکھنا چاہیے۔
- متعلم مبالغہ آمیزی سے اجتناب کرے۔

حوالہ جات

---

[1] العلق:3۔

[2] العلق:5۔

[3] العلق:1 تا 5۔

[4] آل عمران:7۔

[5] آل عمران:18۔

[6] الاسرہ:107 تا 108۔

[7] الاسرہ:109۔

[8] فاطر:28۔

[9] محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله، الجامع الصحيح، الناشر: دار الشعب–القاهرة، 1987، ج9، ص27۔

[10] ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجة، الناشر: مكتبة أبي المعاطي، ج5، ص151، رقم الحديث 224۔

[11] حافظ بن أحمد بن علي الحكمي، معارج القبول بشرح سلم الوصول إلى علم الأصول، المحقق: عمر بن محمود أبو عمر، 1990م، ج3، ص214۔

[12] أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني، سنن أبي داود، الناشر: دار الكتاب العربي. بيروت، ج4، ص354، رقم الحديث 3643۔

[13] ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجة، مكتبة أبي المعاطي، ج5، رقم الحديث 229۔

[14] أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري، الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم، دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة. بيروت، ج4، ص187، رقم الحديث 1806۔

[15] أبو بكر أحمد بن مروان الدينوري المالكي، المجالسة وجواهر العلم، المحقق: أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان، جمعية التربية الإسلامية (البحرين - أم الحصم)، دار ابن حزم (بيروت - لبنان)، 1419ھ، ج10، رقم الحديث 1197۔

[16] فیروز اللغات اردو جدید، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹیڈ لاہور، 2007ء ص666۔ "م" سے مراد پیار عشق اور مہربانی کے بیان ہوئے ہے۔

[17] ایضا، 525۔ "ع" سے مراد دانش، دانائی، اگاہی، ہنر اور فن کے ہے۔

[18] ایضا۔527۔ "ع" عمل سے مراد کام، فعل، تعمیل، عادت، معمول، قائدہ، تاثیر، وقت۔

[19] ایضا، 644۔ "ل مراد" سے مراد تعلق، پہنچ، میل ملاپ، محبت رشتہ، جوڑ، شرکت، رجحان، اشارہ۔

[20] ایضا۔671۔ "م" سے مراد امداد، اعانت، راج مزدور۔

[21] ایضا، 689۔ "م" سے مراد اعانت کرنے والا، مددگار، جمع: معاونین۔

[22] برھان الدین ابراہیم زرنوجی، راہ علم، مکتبہ المدینہ العلمیہ (دعوت اسلامی) باب المدینہ کراچی، ن م، ص35 ط تا 38۔

[23] https://www.google.com/com/amp/s/jang.com.pk/amp/487122.

[24] حمید نظامی مرحوم، روزنامہ نوائے وقت، ایڈیٹر مینٹو مجید نظامی، 16 جنوری 2020۔

[25] آل عمران:159۔

[26] محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي، لجامع الصحيح سنن الترمذي، دار إحياء التراث العربي–بيروت، ج5، ص321۔ رقم الحديث 1919۔

[27] محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله، الجامع الصحيح، دار الشعب–القاهرة، 1987، ج9، ص13، رقم الحديث6019۔

[28] أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي، السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي، مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آباد، 1344 ه، ج10، ص164، رقم الحديث17107۔

[29] لقمان:17۔

[30] لأبي عيسى محمد بن عيسى الترمذي، سنن الترمذي، المحقق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي–بيروت، 1998م، ج6، ص326، رقم الحديث2649۔

[31] أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري، الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم، دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة.بيروت، ج2، ص299، رقم الحديث 1921-

[32] زين الدين عمر بن مظفر الشهير بابن الوردي، تاريخ ابن الوردي، دار الكتب العلمية لبنان / بيروت، 1996م، ج2، ص168۔

[33] أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني، سنن أبي داود، دار الكتاب العربي.بيروت، ج4، رقم الحديث8۔

[34] https://jang.com.pk/news/487122.